بہر حال اقبالیات ایک ایسا اہم مجلہ ہے کہ جس کے ذریعے نہ صرف اقبال کی شخصیت اور فکر اور مستقبلِ مطلوب کا شعور حاصل ہوتا ہے ۔ بلکہ وقت کے دانشوروں کی بحثوں اور نقطہ ہائے نظر کے چہرے اقبالیات کے آئینے میں منعکس ہوتے ہیں۔

خطوطِ رشید احمد صدیقی | مرتب: لطیف الزمان خاں - ناشر: مجلسِ ادبیاتِ مشرق، ۳۰- ڈی ۹/۲۲ ناظم آباد کراچی ۱۸۰۰۰۷ - قیمت مجلد مع گردپوش -/۷۰ روپے۔

خطوط کے مجموعے اپنے اندر ایک دلچسپی تو یہ رکھتے ہیں کہ مکتوب نگار کی شخصیت خطوط میں تکلف کے پردوں کا بوجھ کم کر کے نمودار ہوتی ہے اور اس طرز فکر اور اس کے کردار کے بعض ایسے گوشے نمایاں ہو جاتے ہیں جو معمول کی زندگی میں وضعِ احتیاط کی وجہ سے سامنے نہیں آتے ۔ دوسری دلچسپی یہ ہوتی ہے کہ خلوت میں بیٹھ کر ایک غیر حاضر مخاطب سے جب مکتوب نگار بے تکلفانہ گفتگو کرتا ہے تو "بے ساختہ" ادب کا ایک نیا انداز سامنے آتا ہے ۔ اِن دلچسپیوں کے ساتھ میں نے اس مجموعۂ خطوط کو پڑھا ۔ یہ خطوط چونکہ زیادہ تر گھر اور خاندان کے افراد کو لکھے گئے ہیں ۔ (بہ استثنائے چند) اور پروفیسر صدیقی مرحوم نے بڑی تاکیدی ہدایات زبانی اور تحریری دے رکھی تھیں کہ میرے ان پرائیویٹ خطوط کو ہرگز نہ شائع کیا جائے ، لیکن محبانِ ادب ان مفید خطوط کو چھاپنے سے کہاں باز رہ سکتے تھے۔ ادب والوں کا اپنا ہی قانون و اخلاق ہوتا ہے ، وہ رشید صاحب کا ادب اور ان کی وصیت کا لحاظ کرتے رہتے تو دُنیا انشاءِ صدیقی کے اس مجموعہ کی افادیت سے محروم رہ جاتی ۔

زبان کا ایک خاص معیار اور ادبی نگارش کا ایک خاص رنگ اس مجموعے میں ملے گا ۔ پھر یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ پروفیسر رشید مرحوم اپنے گھر اور خاندان والوں سے کتنی محبت رکھتے تھے اور کس طرح ان کے بارے میں ہمہ وقت سوچتے رہتے تھے ۔ ایک اور خوبی ان کے کردار کی بلندی کو نمایاں کرتی ہے کہ نہ صرف خود عزم و ہمت سے کام لیتے بلکہ اپنے برخورداروں لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی ، کو حاصل شدہ نعمتوں کے شکر اور مصائب کا ہمت سے مقابلہ کرنے کی پُرزور

ترغیب دلاتے۔ ان کا مسلک یہ بھی تھا کہ دنیا کے سامنے اپنے دکھوں کی نمائش نہ کرتے پھرنا چاہیے۔ بلکہ آدمی دوسروں کی تواضع خوشی اور خدمت کے پھولوں سے کرے۔ رشید مرحوم بڑھاپے کی لازمی تنہائی سے بھی گذر رہے ہیں، اگرچہ ان کو محبت و توجہ کی فضا حاصل رہی۔ اس تنہائی کے احساس کی کہیں کہیں جھلک سامنے آتی ہے۔ پھر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ سر کی چوٹی سے ایڑی تک طرح طرح بیماریاں مجھ سے چمٹی ہوئی ہیں۔

ایک خاص بات یہ کہ ایک دور ایسا بھی رہا کہ جب کہ مذہب اور خدا کے متعلق رشید احمد صدیقی کچھ سرابی سے تصورات رکھتے تھے۔ مگر بعد میں ایسی تبدیلی آئی کہ ہر کام خدا کے نام سے کرتے تھے۔ اس کی نعمتوں کا شکر لازم سمجھتے، اس سے مدد طلب کرتے اور صاف صاف کہتے کہ جو کچھ ہونا ہے وہ خدا کی مرضی سے ہوگا۔

ارمغانِ نیاز | مرتب: جعفر بلوچ۔ ناشر: دارالکتاب، کالج روڈ، لیہ۔ صفحات پونے دو سو۔ قیمت مجلد مع گرد پوش -/۵۰ روپے

اردو شاعری کا ایک اہم باب "زمیندار اسکول" بھی ہے جس نے مولانا ظفر علی خاں مرحوم کے ادیبانہ و شاعرانہ فیضان سے بہت سے ایسے شاعر ابھار کر معیاریت کے مقام تک پہنچائے جن میں مہارتِ بدیہہ گوئی، غلامی کی مخالفت، مہاشہ تسلط کی سیاسی و اقتصادی زنجیروں کو توڑنے کا جذبہ، منکرینِ ختمِ نبوت کے طلسمِ باطل کو پاش پاش کرنے کا داعیہ، اور مسلمان نوجوانوں میں اسلامی جذبات بیدار کرنے کے خاص اوصاف نمایاں تھے۔ ان "آفتاب آثار" شعرا کی لمبی فہرست جعفر بلوچ نے "سرِ متن" کے آغاز میں دی ہے۔

اس صف میں جو حضرات بہت ہی زیادہ بلند مقام اور شہرت یافتہ ہیں ان میں سے ایک راجہ محمد عبداللہ نیاز ہیں۔ جعفر بلوچ صاحب کے ہم احسان مند ہیں کہ انہوں نے نہ صرف خود ایک شاندار مقالہ لکھا (علاوہ تمہید کے) بلکہ بہت سے دوسرے فاضل حضرات کے مضامین فراہم کرکے "ارمغانِ نیاز" کے نام سے مجموعہ مرتب کر دیا۔ نیاز صاحب سے جعفر صاحب کے جو گہرے تعلقات تھے، ان کا